تحریک جدید کے تیسرے سال متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا اعلان

مخلصین کیلئے قربِ الٰہی حاصل کرنیکا موقع

قادیان ۲۷ر نومبر آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود علالت طبع ۔ بیحد نقاہت اور ضعف کے خطبہ جمعہ خود ارشاد فرمایا جس میں تحریک جدید کے تیسرے سال کے لئے جماعت کو بیش از بیش قربانیاں کرنے کی دعوت دی ۔ تمام مجمع تک حضور کی آواز پہنچانے کا یہ انتظام کیا گیا ۔ کہ حضور کے پاس مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری کھڑے تھے ۔ جو حضور کے فقرات بآواز بلند دوہراتے اور پھر مسجد کی مختلف جہات میں مولوی ظہور حسین صاحب ۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب اعجاز ۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ ۔ اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر ان کا اعادہ کرتے ۔ حضور پہلے بیٹھ کر فرماتے رہے ۔ لیکن آخر میں کھڑے ہو گئے ۔ مفصل خطبہ انشاء اللہ عنقریب شائع کیا جائیگا ۔ لیکن اس وقت اس کا خلاصہ اس لئے پیش کیا جاتا ہے ۔ کہ احباب اصل خطبہ سننے اور ہر احمدی کو سنانے کے لئے تیار ہو جائیں ۔

اس خطبہ کی اہمیت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود علالت اور کمزوری کے اسے جماعت تک پہنچانے کی مشقت اٹھائی ۔ امید ہے کہ ہر ایک مخلص احمدی دل کے کانوں سے اسے سنے گا ۔ اور اس کے لفظ لفظ پر عمل کر کے دکھائے گا ۔

حضور نے فرمایا :۔

دنیا میں ایک طوفان بپا ہے ۔ لوگ خدا کو بھول گئے ہیں ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئی ہے ۔ وہ چمکتا ہوا ستارہ جسے خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے پیدا کیا ۔ لوگوں کی آنکھوں میں نور پیدا کرنے کی بجائے سردست تو حاسدوں کے دلوں میں ایک انگارہ بن کر جل رہا ہے یعنی خدا کا مسیح دنیا کی تضحیک اور اس کے تمسخر کا مرکز بنا ہوا ہے ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے ۔ ایک نئی دنیا کی تعمیر ۔ ایک نئے آسمان اور زمین کی بنیاد ۔ پس اپنی ہمتیں مضبوط کرو ۔ اور ارادے کی کمر کس لو ۔ اور اپنے اردگرد کے منافقوں کی طرف نگاہ مت ڈالو ۔ کہ مومن منافق کو کھینچتا ہے ۔ نہ کہ منافق مومن کو ۔ جس دل میں ایمان ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اسے آگ میں بھی ڈال دیا جائے ۔ تو وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا ۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ ادنیٰ درجہ کا ایمان ہے ۔ پس آج میں اجمالی طور پر تحریک جدید کے تمام مطالبات کی طرف پھر جماعت کو بلاتا ہوں ۔ اور امید کرتا ہوں کہ اس پہلے درجہ کی آخری جماعت میں ہمارے دوست ایسے اعلیٰ نمبروں پر پاس ہوں گے ۔ کہ خدا کے فضل ان پر بارش کی طرح نازل ہونے لگیں گے ۔ اور دشمنوں کے دل مایوسی سے پُر ہو جائیں گے ۔ اور منافقوں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ جائے گی ۔ ابھی بہت سا کام ہم نے کرنا ہے اور یہ تو ابھی پہلا ہی قدم ہے ۔ اگر اس قدم کے اٹھانے میں جماعت نے کمزوری دکھائی ۔ تو خدا کے کام تو پھر بھی نہیں رکیں گے ۔ لیکن دشمن کو مسیح موعودؑ پر طعن کرنے کا موقعہ مل جائیگا ۔ اور ہر وہ گالی اور ہر وہ دشنام اور ہر وہ طعنہ جو انہیں یا ان کے سلسلہ کو دیا جائے گا اس کی ذمہ واری انہی لوگوں پر ہو گی جو اپنے عمل کی کمزوری سے دشمن کو یہ موقع مہیا کر کے دیں گے ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے

(آگے صفحہ ۷ پر دیکھیں)

شرح درثمین فارسی

از جناب محمد صادق صاحب قریشی ختم بی۔اے (سرحدی)

گذشتہ سے پیوستہ

وحدہٗ لاشریک حیّ و قدیر
لم یزل لایزال فرد و بصیر۔

وہ واحد ہے۔ لاشریک ہے۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔ ہمیشہ ایک حال میں رہنے والا ہے اس کا کوئی جوڑا نہیں۔ اور وہ ظاہر و باطن کو دیکھنے والا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے اپنے متعدد صفاتی نام بیان فرمائے ہیں۔ جن پر کامل یقین رکھنے سے انسان گوناگوں معاصی سے بچ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی جگہ ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ فلاں سوراخ میں زہریلا سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس سوراخ میں اپنا ہاتھ نہیں ڈالے گا۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ اگر ایک آدمی کو یقین ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں خدا اس کو دیکھتا ہے تو وہ گناہ کرنے کی جرأت کرے؟

دراصل اکثر لوگوں کا ایمان صرف عقیدہ تک محدود رہتا ہے۔ صدق دل سے وہ یقین نہیں رکھتے۔ ورنہ ایسا نہ ہوتا کہ باوجود خدا کو واحد ماننے کے وہ اپنے مشکلات کسی غیراللہ کے سامنے پیش کرتا۔ یا خدا کو لاشریک مانتے ہوئے اس کی قدرتوں مثلاً بارش برسانا۔ فصل اُگانا مردے زندہ کرنا وغیرہ کو کسی مخلوق کی طرف منسوب کرتا یا اُس مخلوق کو ان اوصاف میں خدا کا حصہ دار بناتا۔ اسی طرح خدا کو حیّ ماننے والا کس طرح یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے کہ کوئی انسان آسمان پر زندہ اسی خاکی جسم کے ساتھ بیٹھا ہے۔ اور پھر خدا کو لایزال مانتے ہوئے اس صفت کو عام کرکے کہہ دے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ باوجود انیس سو سال گذرنے کے جوان ہیں۔ اور جب زمین پر اُتریں گے تو ان کی وہی عمر ہوگی جس عمر میں وہ آسمان پر گئے تھے۔ یا پھر اس امید پر اپنے اعمال کو درست کرنے کی فکر نہ کرتا کہ نعوذ باللہ خدا کسی دن ضعیف ہوجائے گا۔ اور سزا دینے کے قابل نہ رہے گا۔ پھر خدا کو فرد مانتے ہوئے کوئی مسلمان کس طرح مشرکین کے اس عقیدہ کی تائید کرسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور ان میں کئی خدائی صفات ہیں۔ اور پھر مسیحی لوگ ان کے عقاید سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہہ دیں کہ حضرت مسیح نعوذ باللہ خدا کے بیٹے تھے۔ اور مریم خدا کی زوجہ۔ یا خدا کو فرد مانتے ہوئے انسان کس طرح مسیحیت کی صداقت کا قائل ہوسکتا ہے۔ پھر جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کا یہ ایمان ہے کہ خدا البصیر ہے تو وہ کس طرح بُرے اعمال کا ارتکاب کرسکتا ہے یا کس طرح دل میں بُرے خیالات کو لاسکتا ہے۔

الغرض جن لوگوں کے اعمال کچھ اور دعویٰ کچھ ہوتا ہے ان کو دراصل یقین ہی نہیں ہوتا کہ خدا کے اوصاف کے متعلق ان کا جو عقیدہ ہے وہ صحیح ہے۔ درحقیقت وہ رسمی طور پر ان اوصاف پر ایمان لاتے ہیں۔

کارسازِ جہان و پاک و قدیم
خالق و رازق و کریم و رحیم

وہ دنیا کے بگڑے ہوئے کاموں کو بنانے والا۔ پاک اور ہمیشہ سے ہے۔ موجودات کو نیست سے ہست کرنے والا۔ اور پھر مخلوق کو رزق دینے والا بخشش کرنیوالا اور محنت کا پھل دینے والا ہے۔

جو لوگ پیروں فقیروں اور خشک ملاؤں کے پیچھے پھرتے ہیں۔ اور ان سے گنڈے تعویذ لکھوا کر سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کے بگڑے ہوئے کام درست ہوجائیں گے۔ وہ گویا خدا کو کارساز یقین نہیں کرتے۔ حضور کے ایک الہامی شعر کا ایک مصرع ہے کہ ؎

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے

یا جو لوگ قبروں پر جاکر مردوں کے آگے اپنی ضروریات پیش کرتے ہیں وہ خدا میں یہ عیب ظاہر کرتے ہیں۔ کہ گویا خدا ان کی مرادوں کو پورا نہیں کرسکتا۔ اس لئے وہ خدا کو ہر عیب سے پاک نہیں جانتے۔ آریہ لوگ خدا کے ساتھ روح و مادہ کی قدامت کے قائل ہیں۔ اور وہ خدا کو ان کا خالق نہیں مانتے۔ لیکن ساتھ ہی کہتے ہیں کہ اگرچہ وہ ان کا خالق نہیں۔ لیکن روح و مادہ کو ایک جگہ کرنے کے بعد وہ ان کا رازق ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قدیم صرف خدا ہے۔ روح و مادہ اس کی مخلوق ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہی ان کو رزق بھی بخشتا ہے۔ کسی مخلوق سے رزق کی آرزو رکھنا شرک ہے۔

خدا کریم ہے۔ یعنی جو لوگ کما نہیں سکتے ان کو رزق بغیر ان کی محنت کے دیتا ہے۔ اور جو کما سکتے ہیں ان کے لئے سامان بہم پہنچاتا ہے۔ پھر خدا رحیم بھی ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا بشرطیکہ وہ محنت اس کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہو۔

رہنما و معلّم رہِ دیں
ہادی و ملہم علوم یقیں

اندھیرے سے نکال کر نور کا رستہ دکھانے والا۔ شریعت کی تعلیم دینے والا۔ اچھے اعمال کی ہدایت کرنے والا اور اُن علوم کا بذریعہ الہام سمجھانے والا ہے۔ جن کو جاننے کے بعد شک اور گمان دور ہوکر خدا کی ہستی پر یقین کامل ہو جاتا ہے۔

اس شعر میں شریعت کا جو بنی نوع انسان کو خدا کی طرف سے ابتدا سے ملتی رہی ہے۔ اور جس پر عمل کرکے انسان اپنے خالق و مالک کو پہچان کر ہر حال میں اُسی کا محتاج رہتا رہا ہے ذکر ہے۔ عیسائیوں نے مسیحی مفروضہ کفارہ کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دے کر شریعت کو لعنت کہنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے ان کو ضالین کے نام سے پکارا۔ کیونکہ شریعت ہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہر قسم کے گناہوں اور بداعمالیوں سے نجات ملتی ہے۔ تو جو شریعت کو چھوڑتے ہیں۔ وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

عیسائی اگر ایک طرف شریعت کو لعنت قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف اس وسیع اور پُرخطرات دنیا میں اپنے آپ کو بھٹکے ہوئے مسافر پاکر کسی رہنما کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے اپنے رہنما خود تراشتے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً وہ ایسے رہنماؤں کو بوجہ اس کے کہ ان کے لئے اُن کی رہنمائی کامیاب اور مفید ثابت نہیں ہوتی۔ بدلتے رہتے ہیں۔ صرف عیسائیوں پر ہی منحصر نہیں بلکہ اب تو شریعت پر عمل کرنے والے دعوے داروں کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی اپنی پسند کے مطابق اپنے لئے رہنما تجویز کرتے پھرتے ہیں۔ دنیا کی موجودہ حالت کی وجہ یہ ہے۔ کہ خدا کی کامل شریعت کو نظر انداز کردیا گیا ہے۔ اور ہر شخص بزبان حال کہتا پھرتا ہے کہ ؎

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں۔

خدا کرے کہ وہ اپنے راہبر شریعت کامل کو پہچان کر اس پر ایمان لے آئیں تاکہ ان کی ؎ عاقبت محمود گردد

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اے سونیوالو جاگو شمس الضحٰی یہی ہے (مسیح موعود)

متصف باہمہ صفاتِ کمال
برتر از احتیاجِ آل و عیال

اس کی ہر صفت کمل ہے۔ اور ایسی کوئی صفت نہیں جس سے کمال حاصل ہو اور وہ اس ذات میں موجود نہ ہو۔ جب یہ حالت ہے تو لازماً اس کو آل و عیال کی ضرورت نہیں۔

آل و عیال کی ضرورت یا تو امداد کیلئے ہوتی ہے۔ اور یا اپنے پیچھے اپنے معاملات کو سنبھالنے کے لئے۔ چونکہ خدا کو کسی امداد کی ضرورت نہیں جو چاہے کرسکتا ہے۔ اور اس کے لئے ایسا کوئی کام نہیں جس میں ہاتھ بٹانے کی ضرورت ہو۔ اور نہ ہی خدا کبھی فنا ہوگا۔ اس لئے اس کو کسی مدد یا وارث کی ضرورت نہیں ؎

سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں۔

حضرت اقدس ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں

(باقی آئندہ)

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت عرفانی کبیر کی قلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تجلیات الٰہیہ کی ایک شان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود تجلیات الٰہیہ کے ایک مظہر اور پیکر تھا۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو اور آپ کے کردار کی ہر ادا۔ اور آپ کے سوانح حیات کا ہر ایک واقعہ تجلیات الٰہیہ کی ایک خاص شان رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا تو ان نمونوں کا وقتاً فوقتاً اظہار کروں گا۔ والّا آج جو کچھ لکھتا ہوں۔ یہ احباب اور قارئین کرام کے اس دلچسپ اور عرفان آفرین مطالعہ کے لئے رہنمائی کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تجلیات الٰہیہ کا مظہر ہونے کے دلائل اور پہلو بے شمار ہیں۔ میں ان میں سے آج ایک پہلو کو بیان کرتا ہوں اور

وہ قرآن کریم کا عشق اور اسکا فہم ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن کریم سے اس قدر محبت اور عشق تھا۔ کہ اس کیفیت کے اظہار کے لئے الفاظ کفایت نہیں کرتے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور کے قلب کو کلام الٰہی کے ساتھ ایک خاص مناسبت تھی۔ اس محبت اور عشق کا اظہار آپ نے مختلف اوقات میں عجیب عجیب رنگوں میں کیا ہے۔ کبھی فرمایا

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اور کبھی عشق و محبت کے جذبات کے وفور میں کہہ اُٹھے

دل میں یہی ہے ہر دم۔ تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت آپ نے اس کثرت سے کی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اوائل زندگی میں بعض اوقات اپنے دروازے بند کرکے قرآن مجید کے پڑھنے اور اس کے فہم کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے میں آپ نے سینکڑوں راتوں کو دن کر دیا۔ حضرت حکیم میر حسام الدین رضی اللہ عنہ سیالکوٹی (جنہوں نے حضرت کے قیام سیالکوٹ میں آپ کی بڑی خدمت کی تھی۔ اور حضور سے قانونچہ اور طب کی بعض کتابیں پڑھی تھیں) بیان کرتے تھے۔ اور میں نے بلا واسطہ خود ان سے سُنا کہ قیام سیالکوٹ کے زمانہ میں آپ کچہری سے آکر گھر کا دروازہ بند کر لیتے تھے۔ اور کچہری کو جانے سے پیشتر علی العموم نہ کھولتے تھے۔ ایک مرتبہ بعض لوگ رات کے کسی حصہ میں اندر گئے تاکہ اس مخفی زندگی کے اسرار معلوم کریں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ قرآن کریم ہاتھ میں ہے۔ اور رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ تیرا کلام ہے۔ اور تیرے سمجھانے کے بغیر میں نہیں سمجھ سکتا۔ ان لوگوں پر ایک رعب طاری ہو گیا۔ اور حضرت سے عقیدت اور اخلاص بڑھا۔ غرض قرآن مجید کے ساتھ آپ کی محبت اور اس کے فہم کے لئے حضرت احدیت کے حضور دعاؤں کا ایک لمبا سلسلہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ان دعاؤں اور مجاہدات نے تجلیات الٰہیہ میں ابر پیدا کر دی۔ اس کا ذکر آپ نے من وجہ اس واقعہ میں فرمایا ہے جو موسیٰ ابن عمران کا براہین کی چوتھی جلد کے آخر میں اس طرح پر لکھا ہے۔

ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔
اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے
قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلّی نے اس احقر عباد
کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی۔
جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ الاخرہ

اسی تجلّی کی ایک شان تھی کہ خدا تعالیٰ کی وحی ان الفاظ میں آپ پر نازل ہوئی الرحمٰن علّم القرآن قرآن کریم کی محبت اور اس کے فہم کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سوز قلب اور کامل خشوع و خضوع سے دعاؤں کا ایک لمبا سلسلہ ہی تھا کہ

آپ کا قلب خود مہبط وحی ہو گیا۔

اور قرآن کریم کے وہ حقائق و معارف آپ پر نازل ہوئے کہ

کوئی عالم آپ کے مقابلہ میں نہ آسکا

سورۃ فاتحہ کا ایک خاص علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا۔ اور یہ علوم و حقائق اس سے پہلے کسی کو نہیں دئے گئے چنانچہ حضور نے اس سورۃ کے اچھوتے حقائق اور معارف بیان فرمائے کہ اس کی نظیر نہیں۔ بلکہ یہ علم آپ کو بطور ایک اعجاز اور نشانات کے دیا گیا۔ کرامات الصادقین اور اعجاز المسیح آجتک اور قیامت تک اس کا عملی ظہور ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بھی

سورہ فاتحہ کا ایک خاص علم دیا گیا

آغاز خلافت سے لیکر آجتک آپ نے بعض خاص حالتوں کے سوا ہمیشہ سورۃ فاتحہ پر خطبہ دیا ہے۔ اور ہر مرتبہ نئے حقائق اور معارف بیان کئے ہیں۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ اس جلیل الشان خلیفۃ المسیح کا قلب مطہر بھی

اسی طرح مظہر تجلّیات ہے

کچھ شک نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کو بھی قرآن مجید سے عشق تھا۔ اور لاریب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی قرآن کریم کا ایک خاص فہم دیا تھا لیکن

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ العزیز نے بارہا اپنے خطبات میں ایک راز کا انکشاف فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ

سورہ فاتحہ کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خود سکھائی ہے

اور یہ اس زمانہ کی بات ہے جب آپ کی عمر سولہ یا سترہ سال کی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے آخری سالوں میں ہر شخص اپنے ذوق اور معرفت کے موافق علم حاصل کرتا ہے۔ میں اس رؤیا کو جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو ہوئی اور اس میں سورہ فاتحہ کی تفسیر آپ کو سکھائی گئی ہمیشہ یہ سمجھتا رہا ہوں کہ قرآن کریم جو علم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور ایک موہبت الٰہی کے دیا گیا تھا۔ اور آپ کے وجود کو تجلیات الٰہیہ کا مورد اور مظہر قرار دیا تھا۔ آپ کے آخری ایام زندگی میں خدا کے ایک فرشتہ نے حضرت مصلح موعود کے قلب پر نازل ہو کر اور تفسیر قرآن سکھا کر خصوصاً سورہ فاتحہ کے معارف بتا کر سمجھا دیا تھا کہ

ایک عظیم الشان کام پر مامور ہوئے ہیں

اور سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھانے میں راز تھا کہ سلسلہ کے لئے فتوحات کا دروازہ اس کے ہاتھ سے کھلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس رویا کو میں یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ احباب اس سے واقف ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے علوم و معارف محض دماغ کی کاوش اور ذہنی کوششوں کا نتیجہ نہیں خدا تعالےٰ نے اس وجود کے نزول کو اپنا نزول قرار دیا ہے

اور پہلے سے یہ فرما دیا تھا کہ

سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا

اس بشارت میں بتایا گیا ہے کہ اس کے علوم محض خدا تعالیٰ کی عطا اور تجلی ہوگی۔ لفظ پُر کیا جائے گا بتاتا ہے کہ یہ علوم اللہ تعالیٰ کے دین ہوں گے۔ اور یہ ایک حقیقت اور صداقت ہے۔ ظاہری تعلیم کا جہانتک اسباب سے تعلق ہے آپ کو سکول میں بھیجا گیا۔ مگر باوجود اپنی فطرتی اور خاندانی فطانت اور ذہانت کے سکول کا کوئی امتحان پاس نہ کیا۔ اور وہ بھی میٹرک سے آگے نہ گئے اگر یونیورسٹی کی کوئی ڈگری ہوتی تو اس حقیقت کا پورا انکشاف نہ ہوتا۔ باوجودیکہ آپ نے ان ظاہری علوم کو نہیں پڑھا۔ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مختلف علوم اور سائینس کے ماہر آپ کے سامنے آتے ہیں۔ اور اپنی علمی امتیازی اور جاہ ڈگریوں کے ناز پر سوال کرتے ہیں۔ مگر جو جواب ان کو دیا جاتا ہے وہ حیران ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ سائینس کے ان باریک اسرار پر مشتمل ہوتا ہے۔ جہانتک وہ ان امتیازی ڈگریوں سے نہیں پہونچے۔ وہ اسے اپنے لئے ایک نیا علم سمجھتے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا۔ کہ آپ بڑی بڑی عربی کتابیں آپ کو پڑھاتے۔ مگر کس طرح نہ ترجمہ کرتے نہ تشریح کرتے۔ میں نے خود حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ خود پڑھتے جاتے ہیں نہ ترجمہ کرتے ہیں نہ سمجھاتے ہیں تو مجھے جواباً فرمایا

میں تو ثواب کے لئے پڑھتا ہوں اس کو
اللہ تعالیٰ آپ ہی سب کچھ پڑھا دے گا۔
باپ نے کیا پڑھا تھا۔ ساری دنیا کے
عالم اس کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔

یہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔ اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں تفسیر قرآن کریم کے مقابلہ میں کوئی نہیں آتا تھا۔ وہی رنگ اور شان اس اولوالعزم کی ہے۔ متعدد مرتبہ تفسیر نویسی کے مقابلہ کی دعوت دی گئی مگر

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

خدا تعالیٰ نے اسے مظفر فرمایا تھا۔ اور اسی تجلی کا اظہار ہر میدان میں ہوتا ہے

غرض

خدا تعالیٰ کی تجلیات کی جلوہ گری یوں تو کائنات کے ہر ذرہ میں ہوتی ہے اور ہے لیکن جس طرح یہ ساری کائنات کا مظہر اتم انسان ہے۔ اور اس لئے وہ عالم صغیر کہلاتا ہے۔ اسیطرح انسانی کمالات اور حقائق کا مظہر اتم وہ کامل انسان ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے لئے چن لیتا ہے۔ اور اسے کہتا ہے

انت منّی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی

اس کا وجود تجلیات الٰہیہ کا مرکز ہو جاتا ہے۔ اور پھر ساری دنیا اس سے فیض پاتی ہے۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ کی ساری صفات اسی میں ہو کر جلوہ گری فرماتی ہیں۔ احمق اس حقیقت کو سمجھتے نہیں اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ اس حقیقت کو سمجھ کر اس کی تربیت میں آتے ہیں وہ اس نور اور روشنی کو جو اس کے وجود سے نکل کر دوسروں کو روشن کرتی ہے حصہ لیتے ہیں۔ اور جس طرح سورج دنیا کے اندر ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے طلوع کے ساتھ ہی غفلت اور خواب آلودگی بیداری سے تبدیل ہو جاتی ہے اور دنیا میں ایک ہلچل شروع ہوتی ہے۔ اسی طرح سے ایسے وجود اپنی تجلیات سے

دنیا کو بیدار اور منور کر دیتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین حسن و احسان میں آپ کے نظیر کی زندگی کو دیکھو پڑھو بالفاظ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بین السطور پڑھو تو تمہیں

تجلیات الٰہیہ کی بے انتہا صورتیں نظر آئینگی

جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی

کی قلم سے

میں نے حضرت پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمالی نعمانی کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر سنی پیر صاحب جب قادیان سے ہو کر آئے تو میں نے اس زمانہ میں سب سے پہلا سوال ان سے یہی کیا تھا کہ آپ کے اخلاق کیسے ہیں؟ پیر صاحب نے حضور کے اخلاق کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا میں۔ . . ان کے منہ سے حضور کے اخلاق کو سُن کر ایسا گرویدہ ہوا۔ کہ قادیان آکر دم لیا۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے جو اپنے وقت پر شائع ہو جائے گا۔ میں جو کچھ حضور کے متعلق سُنا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔ میں جب حضور کی مجلس میں بیٹھتا تو مجھے یہی خیال رہتا۔ کہ میں حضور کے اخلاق کی شان دیکھوں مجھے ایک لمبا عرصہ حضور کی صحبت میں بیٹھنے کا میسر آیا۔ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور نے اپنی مجلس میں کسی شخص کی بناوٹ اور ظاہری شکل و صورت کی وجہ سے ناک بھوں چڑھائے ہوں۔ یا آپ کی زبان مبارک سے کوئی ایسا لفظ نکلا ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ حضور اس کے کسی جسمانی نقص کی وجہ سے اظہار نفرت فرما رہے ہیں۔ بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ غریب انسان کو بھی میاں اور آپ کے لفظ سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

حضورؑ کی مجلس

مجھے حضور کی مجلس میں ہزارہا مرتبہ نہیں تو سینکڑوں مرتبہ بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضور کی مجلس میں اللہ جلّ شانہٗ کی عظمت و کبریائی کا ہی اظہار ہوتا تھا۔ حضور ایسے رنگ میں اللہ جلّ شانہٗ کا ذکر کرتے کہ ایک سخت سے سخت دل انسان بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنے لگتا تھا۔ اور اسے اپنی ناشکری کا احساس ہونے لگتا تھا۔ ایک طرف ندامت کی موجیں اسے ڈھانپ لیتی تھیں۔ اور دوسری طرف وہ محبت الٰہی میں سرشار ہو جاتا تھا۔

حضورؑ کی مجلس میں نورِ دین اعظمؓ

جو خدا تعالیٰ میں کھوئے جاتے ہیں۔ وہی اس کے بندوں کو بھی شناخت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ؎

قدر زر زرگر بداند
قدر جوہر جوہری

نور الدین اعظم بھی آپ کی مجلس کا رکن تھا۔ اور وہی اس انسان کے مقام کو سمجھ سکتا تھا۔ اکثر اوقات ہم نے دیکھا کہ نور الدین اعظم اس زمانے کے راستبازکی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور سب سے پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ حضور جب اپنے اس پیارے کو نہ دیکھتے تو فرماتے کیا مولوی صاحب نہیں آئے۔ تو دوست عرض کرتے کہ حضور مولوی صاحب حاضر ہیں۔ تب حضور فرماتے کہ مولوی صاحب یہاں آجائیں۔ نور الدین اعظم اس حکم کو سُن کر اُٹھتا اور حضور کے قریب دوزانو ہو کر ادب سے بیٹھ جاتا۔ اور جب حضرت اقدس کچھ فرماتے۔ تو نور الدین اعظم۔ حضور درست ہے کہہ کر خاموش ہو جاتا۔ اور جب تک مجلس میں رہتا گردن جھکائے ہوئے اور آنکھیں نیچی کئے ہوئے رہتا۔

یہی وہ ادب تھا۔ یہی وہ شناخت تھی جس نے نور الدین کو نور الدین بنا دیا۔ اور خدا کے قدوس کی تجلیات نے اسے ایسا منور کر دیا تھا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلا جانشین منتخب ہوا۔ اور خدا نے خود آسمان سے اس کی شہادت دے دی ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

پس اے میرے یارانِ طریقت ادب کرنا سیکھو۔ اور جب کسی خدا کے بندہ کی مجلس میں بیٹھو تو ادب سے بیٹھو۔ اور یہ جان کر بیٹھو کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو۔ کیونکہ یہی خدا کے بندوں کی مجلس کا ادب ہے۔

صبر کی تلقین

ایک دفعہ ضلع جالندھر کے ایک علاقے سے راجپوت آئے ہوئے تھے۔ ان کی کسی نے شکایت کی کہ وہ بہت سختی کرتے ہیں۔ حضور جماعت کو تلقین فرمانے لگے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو صبر کرنا چاہیئے۔ وہ راجپوت صاحب بول پڑے۔ کہ حضور کوئی میری ماں۔ بہن۔ بیوی کو گالی دے گا تو میں صبر کر لوں گا۔ لیکن اگر کوئی میرے سامنے حضور کو گالی دے تو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اور یوں کر دوں گا۔ حضور نے دوبارہ پھر فرمایا کہ نہیں خانصاحب صبر ہی کرنا چاہیئے۔ مگر انہوں نے وہی پہلا جواب دیا۔ اس پر حضور خاموش ہو گئے۔

پنجابی شاعری اور دوستوں کی دلداری

ایک دفعہ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ ہمارے بھائی جمال الدین سیکھوانی مرحوم و مغفور نے عرض کی کہ حضور میں نے کچھ اشعار پنجابی

میں لکھے ہیں۔ اگر حضور اجازت دیں تو میں عرض کروں۔ حضور نے اجازت دی۔ بھائی جلال الدین صاحب پڑھنے لگے۔ حضور نے سن کر فرمایا جزاک اللہ آپ کی نیت تو خیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی نیت کا ثواب دے گا۔

پھر مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور سیالکوٹی کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ حضور کچھ شعر تو میں نے بھی لکھے ہیں۔ اگر حضور کی اجازت ہو تو سناؤں۔ حضور نے فرمایا

ہاں سناؤ آپ تو ہمیشہ شعر کہتے ہی رہتے ہیں۔

جب وہ سنا چکے تو فرمایا

"کہ پنجابی شاعری میں یہ فائدہ ضرور ہے کہ چھوٹے بڑے مصرعہ کی کھپت ہو جاتی ہے۔ اگر پہلا مصرعہ چھوٹا ہو۔ تو دوسرا اتنا لمبا ہوتا ہے کہ جتنا چاہو لمبا کرتے چلے جائیں۔ اردو۔ فارسی میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور ان کو بھی جزاک اللہ فرمایا"

خوبی پر نظر رہتی تھی

ایک دفعہ حضور کی مجلس میں لنگرخانہ کی پتلی دال کا ذکر چل پڑا۔ فرمایا۔

"کہ میاں نجم دین صاحب تعجب دیکھتے ہیں کہ دال تھوڑی ہے اور مہمان زیادہ آ گئے ہیں تو لوٹے پانی کے بھر بھر کر ڈال دیتے ہیں۔ پھر فرمایا "کہ سنا ہے کہ پھر دال کو پکاتے بھی نہیں۔ ٹھنڈے پانی کی دال سے ہی کام پورا کر لیتے ہیں"

اس میں ایک لطیفہ بھی ہو گیا۔ اور تنبیہ بھی ہو گئی۔ مگر ساتھ ہی ان کی دوسری خوبیوں کا ذکر فرمایا۔

"کہ ان کی یہ بات بہت ہی پسند ہے۔ روٹی دے کر گلیوں اور مسجدوں میں ہو آتے ہیں۔ کہ اگر کوئی بھوکا ہو تو اسے دے آئیں"

پھر فرمایا۔

"کہ امانت دار بھی ہیں"

خدمت کا موقع دیتے تھے

حضور کی خدمت میں ایک دوست حضرت حافظ غلام محی الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہا کرتے تھے۔ ان کو یہ بڑا شوق تھا کہ حضور کی ڈاک میں ہی ڈاکخانہ سے لایا کروں۔ حضور بھی انکو اجازت دے دیتے تھے کہ وہ ڈاک لایا کریں۔ اور اس خدمت پر اظہار خوشی بھی فرمایا کرتے تھے۔

حضور نے مفتی صاحب سے انگریزی انجیل سنی

الحکم کے گذشتہ نمبر میں کاتبوں نے عجیب و غریب غلطیاں کی ہیں۔ جن کو دیکھ کر ہنسی اور غصہ پیدا ہوتا ہے۔ منجملہ ان غلطیوں کے ایک خطرناک غلطی یہ تھی کہ حضرت مفتی صاحب کی بیان کردہ سولھویں روایت صفحے کے آخر تک پہنچ گئی۔ اور ابھی کچھ باقی تھی۔ کہ میں نے کاتب کو کہا کہ اسے باہر حاشیہ پر لکھ دو۔ مگر وہ لکھنا بھول گیا۔ اور نصف روایت جس کا کوئی سر پیر معلوم نہیں ہوتا شائع کر دی۔ دفتر کے پروف ریڈر صاحب نے یہ خیال کر کے کہ شاید اتنی ہی روایت ہے۔ اصل دیکھنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ اسے اسی حالت میں رہنے دیا۔ اخبار چھپ کر آیا اور میں نے اسے دیکھا تو خون کا گھونٹ پی کر رہ گیا۔ اس لئے اب دوبارہ اسی روایت کو شائع کرتا ہوں۔ تا یہ کمی پوری ہو سکے۔ (ایڈیٹر)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں لاہور سے قادیان روانہ ہوا۔ تین دن کی رخصت تھی۔ رات کو گاڑی بٹالہ پہنچی۔ میں نے کہا کہ اگر رات کو یہاں رہا تو یہ رات یہاں ضائع ہو جائے گی۔ چلو پیدل چلتے ہیں۔ چنانچہ میں چل پڑا۔ راستے میں دعا کی کہ الٰہی تو قادر مطلق ہے۔ اور وقت و زمانہ کا بھی تو خالق و مالک ہے۔ اس لئے تو ان تین دنوں کو تین مہینوں کے برابر کر دے۔ تاکہ میں حضرت صاحب کی صحبت میں تین ماہ کا فائدہ حاصل کروں۔ چنانچہ جب میں رات ہی کو قادیان پہنچا۔ تو حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا مفتی صاحب آپ اس وقت کس طرح پہنچ گئے۔ میں نے عرض کی کہ حضور پیدل وہاں سے چل پڑا تھا۔ یکہ وغیرہ کی انتظار نہیں کی۔ حضور نے فرمایا۔ مفتی صاحب آپ عین وقت پر پہنچے۔ کہ ہمیں ایک انگریزی انجیل ملی ہے اور ہم یہ سننا چاہتے ہیں۔ آپ ہی یہ سنا دیں۔ چنانچہ میں نے اس کو تین دن میں ختم کیا۔ تو اس طرح سے حضور کے پاس باتیں سننے کا زیادہ موقعہ مل گیا۔ خدا تعالیٰ نے ہماری دعا کو قبول فرما لیا۔ جب کتاب ختم ہو گئی میں نے جانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت رات کا موقع تھا۔ یکہ وغیرہ نہیں مل سکتا تھا۔ حضور نے اپنے خادم کرم داد کو (جو وہابی خیال کا تھا) میرے ساتھ روانہ فرمایا۔ کہ تم اسکے ساتھ بٹالہ تک چلے جاؤ۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ کرم داد کو تاکید فرمائی کہ روزہ نہ رکھنا۔ مگر کرم داد نے کہا۔ نہیں میں روزہ تو ضرور رکھوں گا۔ حضرت نے فرمایا جب خدا تعالیٰ کوئی اپنا فضل کرے۔ تو اس کو لے لینا چاہیئے۔

طاعون کے دنوں کی دعا

جب ۔۔۔ کہ ۔۔۔ پڑی تو حضور نے ہمیں دعا سکھائی ۔۔ جسے حضور نے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ وہ یہ تھی۔ کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اسی دعا پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ والسلام

خاکسار: غلام احمد ارشد سیکرٹری درجہ رابعہ
جامعہ احمدیہ

کلکتہ سے قادیان تک پیادہ پا

شوق و محبت کی داستان۔ پرخطر جنگلوں کا سفر
درندہ صفت انسانوں سے واسطہ

ایک احمدی سیاح کی ڈائری

~~~ گذشتہ سے پیوستہ ~~~

پلول

۱۰ جولائی۔ آج میں پلول سے گزرا۔ جہاں کا ڈاکٹر بڑا مفسد تھا۔ اور اس نے اپنے گدھے کا نام نبی کریم کی توہین کے لئے رکھا تھا۔ اور آخر مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ یہاں سے گذر کر میں سیکری میں آ ٹھہرا۔ اس جگہ بھی مسجدوں کی حالت بہت بری تھی۔ مغرب کے وقت ایک نمازی آیا اور عشاء میں کوئی نہ آیا۔ آج میرا سفر ۸۵۷ میل تک ختم ہو گیا۔

۱۱ جولائی ۱۹۳۶ء آج براستہ بلب گڑھ فرید آباد آیا۔ یہاں جب مسجد میں ٹھہرنے لگا۔ تو امام مسجد نے کہا۔ کہ تم اگلی مسجد میں چلے جاؤ۔ جو یہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے میں پانچ میل تک چلتا رہا مگر مجھے مسجد نہ ملی۔ تب میں نے ایک شخص سے مسجد کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ اب تو تمہیں نظام الدین اولیاء میں ہی مسجد ملے گی۔ تب میں نے نظام دین اولیاء کا قصد کر لیا۔ چلتے چلتے چار بجے میں نظام الدین اولیاء کے مزار کے پاس پہنچ گیا۔ درگاہ کے قریب ایک مسجد نہایت خراب حالت میں ملی۔ اسے کوئی دروازہ نہ تھا۔ میں نے مسجد کے امام سے وہاں ٹھہرنے کی اجازت چاہی۔ مگر اس نے حسب معمول اپنے اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ اور مجھے ٹھہرنے نہ دیا۔ اس لئے کہ مسافر مسجد کی چیزیں چرا لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ چور تو ویسے بھی اندر آ سکتا ہے اور چیزیں چرا سکتا ہے مگر اس نے مجھے ٹھہرنے نہ دیا۔ تب میں شہر میں دوسری طرف چلا گیا اور ایک اور مسجد میں جا کر ٹھہر گیا۔

۱۲ جولائی آج میں نے یہاں کے آثار قدیمہ دیکھے۔ نظام دین کی درگاہ۔ ہمایوں کا مقبرہ۔ دہلی کی جامعہ مسجد وغیرہ دیکھی۔ اور سبزی منڈی میں رات بسر کی۔ یہاں کی مسجد کا امام سرحدی تھا۔ اور ضلع ہزارہ کا رہنے والا تھا۔ اور بہت اچھا آدمی تھا۔ مہمان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا۔

سرزمین پنجاب

۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء آج میں نے ۱۰ بجے سرزمین پنجاب میں قدم رکھا۔ اور رہتک کے علاقے میں داخل ہو گیا۔ کلکتہ سے دہلی تک بہت سے واقعات ہوئے۔ مگر میں نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے مگر پنجاب کا ذرا مفصل ذکر کروں گا۔

پنجاب میں داخل ہو کر میں نے جب سیلون پر نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ دہلی سے لاہور ۳۱۲ میل ہے اور انبالہ ۱۲۰ میل ہے۔ انبالہ کے پاس پٹیالہ ہے۔ وہاں میرے دوست ڈاکٹر محمد صدیق صاحب کا مکان ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ پٹیالہ ہو کر قادیان جاؤنگا۔ اور پٹیالہ میں دو تین روز آرام بھی کرونگا۔ مجھے منزل مقصود کے قریب ہونے کی بڑی خوشی ہوئی۔ مگر میری جوتی بالکل ٹوٹ گئی۔ اور دھوتی بھی پھٹ گئی دھوتی تو میں نے چادر پھاڑ کر بنائی۔ مگر جوتی کے بغیر سخت تکلیف ہوئی

اس لئے کہ سڑک سخت گرم تھی۔ اور پاؤں نہیں رکھا جاتا تھا۔ اس لئے رات کو سفر کرنے لگا۔ (باقی آئندہ)
~~~

اسلامی دنیا

شام میں فرانسیسی دورِ حکومت پر ایک نظر

(۲)

حکومت کی سیاسی غلطیاں

ہم نے گذشتہ اشاعت میں حکومت فرانسیسی کی ان اقتصادی غلطیوں کا اظہار کیا تھا جن کی وجہ سے ملک میں سخت بے چینی پیدا ہوئی۔ اور وعدہ کیا تھا کہ اگلی قسط میں ان سیاسی غلطیوں کا تذکرہ کریں گے جو ملک میں خطرناک بے چینی پیدا کرنیکا دوسرا باعث تھیں۔ اور جنہوں نے حکومت شام کے اقتدار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ مگر قبل اس کے کہ ہم ان اسباب کا ذکر کریں ہم مختصراً بتلانا چاہتے ہیں کہ وہ کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے شام ترکی حکومت سے نکل گیا تھا۔

برطانیہ عظمیٰ اور فرانس ایک عرصہ دراز سے ترکی کے پیچ ڈھیلے کرنے کی سعی کر رہے تھے۔ چنانچہ حرب اکبری ان کی آرزوں اور امیدوں کے پورا کرنے کے لئے بہترین چیز ثابت ہوئی۔ انگریزی اور فرانسیسی جاسوس ان کو جنگ سے قبل قدم قدم پر آگاہ کرتے تھے کہ عرب ترکوں کی حکومت کو نہیں چاہتے۔ خواہ اس کے وجوہات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ترکی کو مشکلات میں گھرا ہوا دیکھ کر عربوں کو ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اور یہ یقین دلایا کہ وہ عربوں کی ایک آزاد سلطنت دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اور اس طرح عربوں میں اس سوئی ہوئی روح کو بیدار کر دیا۔

ایام جنگ میں جمال پاشا جو السفاح کے نام سے مشہور تھا۔ شام پر حکومت کر رہا تھا۔ ترکوں کی گرتی حالت دیکھ کر جمال پاشا کے بعض دوستوں کو خیال گزرا کہ شام میں بھی ایک مستقل حکومت قائم کر لی جائے جیسے مصر میں خدیوی حکومت ہے۔ جمال پاشا کے دوستوں نے جن میں عبد الکریم قاسم الخلیل وغیرہ شامل تھے یہ ظاہر کرنا شروع کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جمال پاشا کو بھی یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اگر ایسی مستقل حکومت قائم ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ عربوں کو یہ تحریک مفید بیٹھی۔ اور وہ اپنی کوششیں کھلم کھلا کرنے لگے ترک عمال اور گورنروں کی سختیوں نے عربوں کو ان کا دشمن پہلے سے بنا دیا ہوا تھا۔

جنگ میں ٹرکی کی پالیسی یہ تھی کہ عرب افسران فوج کو شام اور عراق سے باہر رکھا جائے۔ اور ان کی جگہ ترکوں کو عربی ممالک میں بھر دیا جائے۔ عبد الکریم قاسم الخلیل وغیرہ تو واقعی جمال پاشا کے ساتھ مل کر ایک مستقل حکومت کے متمنی تھے۔ مگر عرب ایک آزاد حکومت کے خواہشمند تھے اور صرف جمال پاشا کی بدظنی سے بچنے کے لئے ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ عربوں نے جب اس کو محسوس کیا کہ عرب فوجیں ممالک عربیہ سے نکال دی گئی ہیں۔ اور اس طرح ان کی قوت بیکار کر دی گئی ہے۔ تو انہوں نے سیاسی جماعتیں بنا کر ان کے گرد جمع ہونا شروع کر دیا۔ اس طرح وہ اپنے سیاسی لیڈروں کے گرد جمع ہو گئے۔ اور ایک بہت بڑی طاقت پیدا کر لی۔ جمال پاشا پر جب یہ راز کھلا تو اس نے سب سے پہلے عبد الکریم وغیرہ کو بددیانت اور خائن سمجھ کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر عربوں کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ کیونکہ اس سے جمال پاشا کے مخلصوں میں کمی ہوئی۔ نہ کہ عرب تحریک کے بانیوں کو کوئی نقصان پہنچا۔ انہی ایام میں عربوں نے جب اپنے گرد وپیش کے امراء عرب پر نظر ڈالی تو ان کو سوائے شریف مکہ کے کوئی شخص ایسا نظر نہ آیا۔ جو بغاوت عظمیٰ کے بوجھ کو برداشت کر سکے۔ اس لئے انہوں نے شریف ہی سے اس امر میں مدد چاہی۔ جو پہلے سے ہی تیار بیٹھا تھا۔ شریف نے اپنے بیٹے ملک فیصل کو ۱۹۱۶ء میں شام کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ پچاس آدمی اور بھی تھے۔ جو مختلف قبائل کے سردار تھے۔ یہ قافلہ قابون نامی گاؤں میں آکر اترا۔ جو دمشق کے قریب ہی ہے اور آل بکری کا مہمان ہوا۔ یہاں فیصل نے عربوں کی آزادی کا پروگرام بنایا۔ مگر حالات ایسے تھے کہ اب امیر فیصل کا یہاں سے نکلنا آسان نہیں تھا۔ اس لئے امیر فیصل نے جمال پاشا کو مل کر کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں حجاز جاؤں اور عربوں کی ایک جماعت تیار کروں جو ترکوں کی مدد کرے۔ اور سویز کنال پر حملہ کیا جا سکے۔ جمال پاشا نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور اپنے پاس سے ہتھیاروں کی مدد دے کر امیر فیصل کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔

جولائی ۱۹۱۶ء میں امیر فیصل نے ایک تار نسیب بک کو بھیجی کہ چیکبر گھوڑا بھیج دو۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم بغاوت کرنیوالے ہیں۔ اس لئے ہماری مدد کے لئے پہنچ جاؤ۔ چنانچہ نسیب بک فوزی بک۔ سامی بک دمشق سے اسی وقت روانہ ہو گئے۔

بغاوت کی پہلی چنگاری

اس طرح بغاوت کی پہلی چنگاری حجاز میں بھڑکی۔ اور وہاں ترکوں کو بُری طرح قتل کیا گیا۔ میں اس وقت ان حالات کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ دسمبر ۱۹۱۷ء [illegible] بک۔ بکری نے سلطان پاشا اطرش کو ایک خط کے ذریعے اطلاع دی کہ حجازی فوج نے ترکوں کو مکہ سے نکال دیا ہے۔

اور اتحادی افواج نے ۳۱ اکتوبر کو بیر سبع پر (جو غزہ کے راستہ میں ہے) اور ۱۶ نومبر کو یافا پر۔ اور ۹ دسمبر کو بیت المقدس پر قبضہ کر لیا ہے۔

اور ہم بھی جلد تمہارے پہاڑی ملک میں داخل ہونگے آپ اپنے آدمیوں کو تیار رکھیں۔ آخر میں لکھا کہ

اللہ ینصر العرب

سلطان پاشا اطرش نے اسی وقت سے بغاوت کی تیاری شروع کر دی۔ اور ۱۹۱۸ء کے وسط تک یہ تیاری کرتا رہا۔ وسط ۱۹۱۸ء میں نسیب بک جبل دروز میں پہنچا۔ اور اس کے پاس ایک منشور بھی تھا۔ جو امیر فیصل کی طرف سے تھا۔ اس میں امیر فیصل نے اپنے نام کے ساتھ قاید الجیوش الشمالیہ لکھا۔ اور ابن ملک عرب کا لقب بھی اختیار کر لیا۔ اس منشور میں یہ شائع کیا کہ ہم اپنی فوج لے کر جلد آ رہے ہیں۔ تاکہ اپنے اور اپنے وطن کے دشمنوں اور چنگیز کو اپنے ملک سے نکال سکیں۔

سلطان پاشا اطرش نے اسی وقت ۱۰۰۰ سوار نسیب بک کے ساتھ بھیج دئیے۔ اور خود جبل دروز میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور اپنے مکان پر عربی جھنڈا لہرا دیا۔

ان ایام میں جبل دروز کا حاکم اعلیٰ امیر سلیم اطرش تھا اس نے سلطان پاشا اطرش کو ایک لمبا چوڑا خط نصیحت کا بھرا ہوا لکھا۔ اور یہ بھی لکھا کہ تم جو کہتے ہو کہ بیر سبع یافا بیت المقدس اتحادیوں نے لے لئے ہیں کیا تم کو یہ خبریں لاسلکی کے ذریعے مل رہی ہیں۔

اس کے جواب میں ویسا ہی سلطان پاشا اطرش نے لمبا چوڑا خط لکھا۔

اور اس خط میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی بہت بڑی تعریف کی۔ اور لکھا کہ تم کیا خیال کرتے ہو؟ دنیا کا بڑے سے بڑا طیارہ اور لاسلکی اور ٹیلیفون۔ اور تمام وسائل مخابرات ہمارے قبضہ اقتدار میں ہیں۔ اور کل تم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لوگے!!

۱۹۱۸ء کی ابتدا میں معان سے بھی ترک نکال دیئے گئے۔ اور پھر شام میں بھی ان فتوحات کا سلسلہ بڑھ گیا۔ اور وسط ۱۹۱۸ء تک تمام صاف ہو گیا۔ اور ترک ممالک عربیہ سے نکال دئیے گئے۔

امیر فیصل بھی دمشق میں آگیا۔ اور آل بارودی کا مہمان ہوا۔ اور یہاں عربی حکومت کی تاسیس کا اہتمام کرنے لگا۔

۸ نومبر ۱۹۱۸ء کو انگلستان اور فرانس کے نمائندوں نے ایک مشترکہ اعلان شائع کیا۔

جس میں اس امر کا اظہار کیا کہ برطانیہ عظمیٰ اور فرانس نے شرق میں آکر جو تلوار سونتی ہے اور جنگ کی ہے اس کی ایک ہی غرض ہے اور وہ یہ کہ

شعوب شرقیہ کو ترکوں کے ظلم و استبداد

سے رہائی دلائیں۔ ہمارا منشا ہے کہ ہم ان ممالک میں آزاد وطنی حکومتیں قائم کر دیں۔ جو وطنی لوگوں کی منشار اور خواہش کے مطابق ہوں۔ پس ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے فرانس برطانیہ عظمیٰ سے متفق ہوا۔ تا شام اور عراق اور دیگر ایسے ممالک میں ایسی ہی حکومتیں قائم کی جاسکیں۔ جن کو اتحادیوں نے آزاد کرایا ہے۔ پس دونوں حکومتیں ملک کے اندرونی معاملات میں قطعاً دخل نہیں دینگی حتیٰ کے وضع قوانین کے متعلق بھی کوئی مداخلت نہ کی جائے گی۔

اور ان ممالک کے تمام باشندوں میں مساوات کا برتاؤ کیا جائے گا۔ ہاں ملک کی اقتصادی اور عمرانی ضروریات میں ہر قسم کی مدد دی جائے گی۔

وغیرہ وغیرہ۔

اس اعلان نے عربوں کے قلوب پر ایک مرہم کا سا کام دیا۔ اور وہ برطانوی اور فرانسیسی حکومتوں کا صدق دل سے ویلکم کرنے لگے۔

مگر جس طرح عربوں نے ترکوں کو اپنے ملک میں سے نکالنے کے لئے ہر قسم کے مکر سے کام لیا۔ برطانوی اور فرانسیسی طاقتوں نے بھی ان کے ساتھ وہی سلوک کیا۔

جنگ سے جیسے ہی چھٹکارا ہوا۔ اور حکومتوں نے آرام کا سانس لیا۔

معاہدہ سائکس بیکو

اسی وقت سائکس بیکو کا معاہدہ نمودار ہوگیا۔ اور آہستہ آہستہ معلوم ہونے لگا کہ ہاتھی کے اور بھی دانت ہیں معاہدہ سائکس بیکو کی رو سے مفتوحہ ممالک کی تقسیم عمل میں آگئی۔

چنانچہ فلسطین اور اس کے گرد و پیش کا علاقہ برطانوی حکومت نے لے لیا۔

اور فرانسیسی فوجیں سمندری کنارے صور سے لے کر اسکندرونہ تک پھیل گئیں۔

اور

ملک کا داخلی حصہ یعنی کرک۔ سلط۔ معان۔ عمان حوران۔ دمشق۔ بعلبک۔ حمص۔ حماۃ۔ حلب پر ایک عربی حکومت امیر فیصل کے ماتحت قائم کر دی گئی۔

مگر ابھی چند دن بھی نہ گذرے تھے کہ پھر دونوں حکومتوں نے ایک اور قلابازی لگائی۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ انگریزی فوجیں شام سے نکل جائیں۔ چنانچہ انگریزی افواج فلسطین اور شرق اردن میں آگئیں۔ اور سر ہربرٹ اسموئیل کو فلسطین کا ہائی کمشنر بنا کر نیا نظام حکومت قائم کر دیا گیا۔ اور فرانسیسی حکومت نے شام کے مزید حصہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ مگر دمشق حمص۔ حماۃ۔ حلب کو چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ جو معاہدہ مقامات پر عربی حکومت رہ جائے۔ اور برطانیہ عظمیٰ کا وعدہ پورا ہو سکے

انگریزوں کے چلے جانے کے بعد

انگریزوں کے چلے جانے کے بعد شام کے لئے ایک وائسرائے تجویز کیا۔ جس کا نام جنرل گورو تھا۔

جنرل گورو ۲۲ نومبر ۱۹۱۹ء کو بیروت کی بندرگاہ پر پہنچا۔ تمام شام کے طول و عرض میں اس کا زبردست استقبال کیا گیا۔ اور خوشی منائی گئی۔ جن میں جبل دروز کے جنگجو اور بہادر اطرشی خاندان کے لیڈر بھی تھے۔

مگر چند ہی دنوں کے بعد مدبرین فرانس نے غلطیوں کا دروازہ کھول دیا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ شامیوں کی ملاسراہی کرتے۔ ان کے قلوب کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے انہوں نے شامیوں کو متنفر کرنا شروع کر دیا۔

حکومت فرانس کے وہ عمال جو شام میں تھے نشہ حکومت میں سرشار ہوگئے۔ اور اس اعلان کو جو نہایت محبت کے ساتھ شائع کیا گیا تھا پس پشت پھینکنے لگے۔

پہلی سیاسی غلطی

چنانچہ پہلی سیاسی غلطی یہ کی گئی۔ کہ ملک فیصل کے ساتھ چھیڑ خانی شروع کی گئی۔ ملک فیصل نے جب ان معاہدات کو خاک میں ملتا دیکھا۔ تو اس کی غیرت نے فرانسیسی ملازموں کے سامنے جھکنا پسند نہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانسیسی فوجیں دمشق میں داخل ہوگئیں۔ اور اس نوزائیدہ عربی سلطنت کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیا گیا اور ملک فیصل کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا گیا

ملک فیصل جس نے عربوں کو آزادی کا گیت سنایا تھا جس نے ایک مردہ قوم میں زندگی کی روح پھونکدی تھی۔ اور جو عربوں کا محبوب ترین لیڈر تھا۔ اس کا اخراج۔ اس کی سلطنت کی تباہی ایسی نہ تھی جو عربوں کی آنکھیں نہ کھول دیتی۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ اور اپنے گرد و پیش کو دیکھا۔ تب ان کو ....

(باقی آئندہ)

بقیہ مضمون صفحہ ۱

دی تو آئندہ ہفتوں میں انشاء اللہ پھر ایک دفعہ تفصیلی طور پر ان امور کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ سر دست میں نے اجمالاً سب امور کی طرف توجہ دلا دی ہے۔ اور مالی حصہ تحریک کو میں آج ہی کے خطبہ کے ساتھ شروع کر دیتا ہوں۔ کیونکہ اس تحریک کے لئے دوستوں کو ہفتوں محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور بڑی مہلت درکار ہوتی ہے۔ اگر اس میں تعویق کی گئی تو احباب کے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ پس میں آج ہی اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ یکم دسمبر سے تحریک جدید کے مالی حصہ کی قسط سوم کا زمانہ شروع ہو جائیگا۔ اور میں دوستوں سے امید رکھتا ہوں کہ جہانتک ان سے ہو سکے وہ پہلے سالوں سے بڑھ کر اس میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ مومن کا قدم پیچھے نہیں پڑتا۔ بلکہ اسے جتنی قربانی پیش کرنی پڑتی ہے۔ اتنا ہی وہ اخلاص میں آگے بڑھ جاتا ہے ہر وہ شخص جس نے ایک سال یا دو سال اس قربانی کی توفیق پائی۔ لیکن آج اسکے دل میں انقباض پیدا ہو رہا ہے یا وہ اس بشاشت کو محسوس نہیں کرتا جو گذشتہ یا گذشتہ سے پیوستہ سال میں اس نے محسوس کی تھی۔ اسے میرے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے دوستوں کے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اسے چاہیئے کہ خلوت کے کسی گوشہ میں خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو رکھ دے۔ اور جس قدر خلوص بھی اس کے دل میں باقی رہ گیا ہو۔ اس کی مدد سے گریہ زاری کرے۔ یا کم سے کم گریہ زاری کی شکل بنائے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں جھک کر کہے کہ اے میرے خدا لوگوں نے بیج بوئے اور ان کے پھل تیار ہونے لگے۔ وہ خوش ہیں کہ ان کے اور انکی نسلوں کے فائدہ کیلئے روحانی باغ تیار ہو رہے ہیں۔ پر اے میرے رب میں دیکھتا ہوں کہ جو بیج میں نے لگایا تھا اس میں سے تو کوئی روئیدگی بھی پیدا نہیں ہوئی نہ معلوم میرے بیج کو کوئی پرندہ اٹھا کر کھا گیا۔ یا میری وحشت کا کوئی درندہ اسے پاؤں کے نیچے مسل گیا۔ یا کوئی میری مخفی شامت اعمال ایک پتھر بنکر اس پر بیٹھ گئی۔ اور اس میں سے کوئی روئیدگی نکلنے نہ دی۔ اے خدا میں اب کیا کروں۔ کہ جب میرے پاس کچھ تھا میں نے بے احتیاطی کی اسے اسطرح خرچ نہ کیا کہ نفع اٹھاتا۔ مگر آج تو میرا دل خالی ہے میرے گھر میں ایمان کا کوئی دانہ نہیں کہ میں بو دوں اے خدا میرے اس ضائع شدہ بیج کو پھر مہیا کر دے۔ اور میری کھوئی ہوئی متاع ایمان مجھے واپس عطا کر۔ اور اگر میرا ایمان ضائع ہو چکا ہے تو اپنے خزانے سے اور اپنے ہاتھ سے اپنے دھتکارے ہوئے بندہ کو ایک رحمت کا بیج عطا فرما۔ کہ میں اور میری نسلیں تیری رحمت سے محروم نہ رہ جائیں۔ اگر تم سچے دل سے خدا کی طرف جھکوگے۔ تو وہ یقیناً تمہارے دلوں کو کھول دے گا۔ اور تم پر یہ ظاہر ہو جائیگا۔ کہ خدا اور اس کے دین کے لئے جن قربانیوں کے لئے میں تم کو بلاتا ہوں انہی میں اسلام کی بہتری ہے۔ اور انہی میں اسلام کی شوکت ہے۔

پس اے دوستو! آؤ کہ ہماری جانیں اسلام کے مقابلہ میں کوئی قیمتیں نہیں رکھتیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص خواہ اس کو مال ملا ہے یا نہیں ملا۔ اپنی اپنی توفیق کے مطابق خدا کے سامنے اپنی قربانی پیش کر دے۔ اور اس قربانی کے پیش کرنے کے بعد ایک مردے کی طرح الٰہی آستانہ پر گر جائے۔ یہ کہتے ہوئے کہ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا میری اس حقیر قربانی کو قبول کر۔ اور مجھے اپنے دروازے سے مت دھتکار۔

اللّٰھم آمین

(الفضل)

وصایا

نمبر ۴۶۱۰

منکہ خواجہ محمد شریف ولد شیخ صاحب دین صاحب قوم خواجہ شیخ پیشہ صنعت و حرفت عمر ۴۰ سال تاریخ پیدائشی ساکن گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۹/۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ میری اسوقت ماہوار آمدنی اوسطاً مبلغ تیس ۳۰ روپے ہے۔ میں اس آمد ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں اپنی آمدن کا ۱/۱۰ حصہ تازیست ادا کرتا رہونگا نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت حصہ جائیداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

العبد۔ خواجہ محمد شریف ڈجبنگ ہاؤس گوجرانوالہ۔

گواہ شد۔ غلام نبی منشی فاضل اورنٹیل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ و سیکرٹری وصایا صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

گواہ شد۔ محمد اسمٰعیل دیالگڑھی مبلغ سلسلہ احمدیہ حال وارد گوجرانوالہ۔

نمبر ۴۶۴۶

منکہ کریم بخش ولد اللہ بخش صاحب قوم راجپوت منہاس پیشہ کلرک عمر ۱۸ سال۔ تاریخ بیعت ۱/۵/۳۶ء ساکن نیروبی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار تنخواہ پر ہے جو ۳۳ شلنگ ہے۔ میں تازیست اپنی آمدن کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جو بھی جائیداد یا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ کریم بخش موصی۔

گواہ شد۔ سید محمود اللہ شاہ صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ نیروبی۔

گواہ شد۔ محمد شریف احمدی پوسٹ بکس ۵۵۴ نیروبی۔

نمبر ۴۶۳۳

منکہ محمد عمر حیات ولد چوہدری پیر بخش صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۸ ساکن صدر بازار سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ ستمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

(۱) ایک مکان واقع صدر بازار سیالکوٹ قیمتی پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ

(۲) یک قطعہ زمین ۵۰×۳۵ فٹ واقعہ قادیان متصل مکان مستری عبد الرحمٰن صاحب ٹھیکیدار بحصہ قیمتی ۶۱۰ روپے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ (۱) پنشن ۱۶۰ شلنگ

۲۔ دوکانداری اندازاً ۱۰۰ شلنگ میں اس سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ علاوہ اس کے میں اپنی جائیداد بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں حصہ وصیت کردہ کا کچھ حصہ یا کل داخل کر دوں۔ اور خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے رسید حاصل کر لوں۔ تو حصہ وصیت کردہ سے اسے وضع کر لیا جائے گا۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر بوقت وفات کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد محمد عمر حیات حال وارد کسومو۔

گواہ شد:۔ رشید احمد ولد محمد عمر حیات۔

گواہ شد:۔ شیخ مبارک احمد احمدی عفی عنہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مشرقی افریقہ حال وارد کسوموں۔

نمبر ۴۶۲۳

منکہ ڈاکٹر محمد احمد ولد مولوی محمد الدین صاحب پیشہ میڈیکل پریکٹشنر عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن عدن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۸/۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ اس وقت میڈیکل پریکٹس پر ہے جو کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ اور جو اوسطاً مبلغ چار سو روپیہ ماہوار ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں تا دم زندگی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیجتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت آمدنی کی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ہے۔ اگر اس کے بعد میری کوئی جائیداد بوقت وفات ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ محمد احمد بقلم خود عدن۔

گواہ شد۔ محمد الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ تہال حال وارد عدن والد موصی۔

گواہ شد۔ ڈاکٹر نذیر احمد مبلغ ابی سینیا۔ ولد ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) بقلم خود عدن۔

نمبر ۴۶۲۲

منکہ ام کلثوم زوجہ ڈاکٹر محمد احمد صاحب عمر ۲۲ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن عدن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۸/۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

مہر مبلغ ۹۵۰ روپے جو میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں زیور طلائی قیمتی مبلغ ۲۵۰ روپے۔ کل میزان ۱۲۰۰ روپے اس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اگر بعد از وفات میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ ام کلثوم بقلم خود زوجہ ڈاکٹر محمد احمد صاحب۔

گواہ شد ۔ ڈاکٹر محمد احمد خاوند موصیہ۔

گواہ شد۔ ڈاکٹر نذیر احمد مبلغ ابی سینیا۔ ولد ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) عدن بقلم خود۔

نمبر ۴۶۲۴

منکہ غلام فاطمہ زوجہ چوہدری سلطان علی صاحب ہیڈ کلرک محکمہ پولیس عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۴ء ساکن گولوال۔ ڈاک خانہ خاص۔ تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۹/۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اور جائیداد منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) گلوبند طلائی وزنی ۶ تولہ قیمتی	۱۸۰	روپے
(۲) چوڑیاں طلائی وزنی ۳½ تولہ ”	۱۰۵	”
(۳) کانٹے طلائی ” ۲½ ” ”	۷۵	”
(۴) زنجیری طلائی ” ۲ ” ”	۶۰	”
(۵) چھاپاں طلائی ” ۱ ” ”	۳۰	”
(۶) حق مہر جو ابھی تک خاوند سے نا وصول ہے	۵۰۰	”

کل میزان ۹۵۰ روپے

میں مذکورہ بالا جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میرے ورثاء میری اس وصیت کے پابند ہوں گے۔ بجز اس صورت کے کہ میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد مذکورہ کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کرا کر رسید حاصل کر لوں ۱۳/۹/۳۶ء نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہوگی کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد:۔ غلام فاطمہ بقلم خود

گواہ شد۔ سلطان علی خاوند موصیہ۔

گواہ شد۔ سربلند احمدی اہلیہ صدر نہر ڈیرہ غازیخان

گواہ شد۔ محمد افضل خاں پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں۔

نمبر ۴۵۲۱

منکہ حمیدہ بیگم زوجہ چوہدری ظہیر احمد صاحب قوم راجپوت عمر ۱۹ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی ساکن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد بصورت زیور اور حق مہر مبلغ پانچ سو روپیہ ہے۔

العبد۔ حمیدہ بیگم۔

گواہ شد۔ ظہیر احمد محاسب انجمن احمدیہ راولپنڈی خاوند موصیہ

گواہ شد۔ محمد امیر عفی عنہ بقلم خود امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

گواہ شد۔ محمد سعید ارشد جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ راولپنڈی

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد صاحب عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر الحکم قادیان سے شائع ہوا